مقالات

مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری
مؤلف 'الرحیق المختوم'

قرآنِ مجید اور عذابِ قبر

برصغیر (پاک وہند) کی ملتِ اسلامیہ کی بدقسمتی یا آزمائش کہہ لیجئے کہ یہ پورا خطہ پرسوز طرح طرح کے دینی فتنوں کی آماجگاہ ہے اور یہاں خود مسلمانوں کے اندر سے اسلام دشمن فتنے جنم لیتے رہتے ہیں۔ کوئی صدی بھر سے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو دین سے بے دخل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور اس سلسلے میں تشکیک کے نت نئے پہلو سامنے آتے رہتے ہیں۔ کچھ دنوں سے یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ قبر کے عذاب وثواب کا عقیدہ غلط اور قرآن کے خلاف ہے۔

پیش نظر کتابچہ میں اسی خیال کا جائزہ لیتے ہوئے یہ واضح کیا گیا ہے کہ یہ عقیدہ حدیث ہی کی طرح قرآن سے ثابت ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس عقیدہ کو نہ ماننے والے حدیث کے تو منکر ہیں ہی، قرآن کے بھی منکر ہیں۔ یعنی ایسے لوگ نہ قرآن کو سمجھتے ہیں نہ اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ پہلے یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ عذاب وثوابِ قبر کا مطلب ہے: مردے کو برزخ میں (موت کے بعد) اور قیامت سے پہلے کی مدت میں عذاب یا ثواب ملنا۔ اتنی سی بات ذہن میں رکھ کر قرآنِ مجید سے اس کا ثبوت سنئے:

پہلی دلیل

قرآنِ مجید میں شہیدوں کی بابت ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ﴾

''اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے جانے والوں کو یہ نہ کہو کہ وہ مردہ ہیں، بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم لوگ نہیں سمجھتے'' (سورۃ البقرہ:۱۵۴) ...... دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا، بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ، فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَنْ لَّاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ، يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (سورۃ آلِ عمران:۱۶۹ تا ۱۷۱)

''وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اپنے ربّ کے پاس، رزق دیئے جاتے ہیں، جو کچھ انہیں اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہے، اس سے یہ خوش ہیں اور جو لوگ ابھی ان کے پیچھے ہیں (یعنی دنیا میں ہیں اور) ان سے ملے نہیں ہیں، ان کے

بارے میں خوش ہیں (اور اس پر خوش ہیں کہ) اللہ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا''

ان آیات سے واضح اور دوٹوک طور پر ثابت ہوتا ہے کہ شہدائے کرام کو اللہ کی راہ میں قتل کئے جانے کے بعد پھر زندگی عطا کردی جاتی ہے اور یہ زندگی ہماری دنیاوی زندگی کی طرح نہیں ہوتی، بلکہ ایسی ہوتی ہے جسے ہم سمجھ نہیں سکتے۔ لیکن بہرحال مرحلہ شہادت سے گزارنے کے بعد ان کے لئے زندگی ملنا اس قدر پختہ طور پر یقینی ہے کہ انہیں 'مردہ' کہنے سے روک دیا گیا ہے۔

ان آیات پر ایک بار پھر نظر ڈالئے اور دیکھئے کہ ان آیات سے شہیدوں کے لئے صرف زندگی ہی عطا کیا جانا ثابت نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہائے گونا گوں سے بہرہ ور اور سرفراز کیا جانا بھی ثابت ہوتا ہے۔ پھر یہ نعمتیں جو دنیا سے تشریف لے جاتے ہی انہیں ملتی ہیں صرف انہیں کے لئے مخصوص نہیں ہیں بلکہ اسی طرح کی نعمتوں کی خوشخبری وہ اپنے ان مؤمن بھائیوں کے حق میں بھی جانتے ہیں جو ابھی دنیا سے گزرے نہیں ہیں اور ان شہیدوں کو یہ بھی بتلا دیا گیا ہے کہ ان نعمتوں کا سبب ایمان ہے۔ کیونکہ آیت کے آخر میں ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ کہا گیا ہے۔ أَجْرُ الشُّهَدَاءِ یا أَجْرُ الْمَقْتُولِينَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ نہیں کہا گیا ہے۔

حاصل یہ کہ ان آیات سے برزخ...... اور بلفظِ دیگر قبر میں اہل ایمان کو ثواب ملنے کا پورا پورا ثبوت فراہم ہورہا ہے۔

دوسری دلیل

قرآنِ مجید میں جگہ جگہ بتایا گیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو خدا کی بندگی کی دعوت دی، فرعون نہ مانا، بہت سے نشانات دکھا دیئے گئے، تب بھی نہ مانا، آخر موسیٰ علیہ السلام بنو اسرائیل کو ساتھ لے کر نکل پڑے۔ فرعون نے اپنے لاؤلشکر سمیت ان کا پیچھا کیا۔ اللہ نے بنی اسرائیل کے لئے دریا میں راستہ بنا دیا۔ وہ پار ہونے لگے تو فرعون بھی اپنے لشکر سمیت اسی راستہ پر چل پڑا اور اسرائیل پار نکل گئے اور فرعون اپنے لشکر سمیت ڈبو دیا گیا۔ اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سورۂ مؤمن میں فرمایا گیا:

﴿فَوَقَاهُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ ، النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ﴾

''اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو ان بُری تدبیروں سے بچالیا جو فرعون اور اس کی قوم نے کی تھیں اور قومِ فرعون کو بُرے عذاب نے گھیر لیا۔ یہ لوگ آگ پر صبح وشام پیش کئے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی تو اللہ حکم دے گا کہ قومِ فرعون کو نہایت سخت عذاب میں داخل کردو'' (غافر: ۴۵،۴۶)

یہ تو معلوم ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل کو بچا کر فرعون اور اس کی قوم کو جس عذاب میں گھیرا گیا تھا وہ دریا میں ڈبوئے جانے والا عذاب ہے جس سے پورا فرعونی لشکر مر کر ختم ہوگیا۔ اب سوال

یہ ہے کہ ان کے مرجانے کے بعد اور قیامت قائم ہونے سے پہلے ان کے بارے میں جو یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ان کو صبح وشام آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اگر یہ عذابِ برزخ نہیں ہے تو کون سا عذاب ہے؟؟

یہاں ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ فرعون اور اس کی قوم کو یہ عذاب کیوں دیا جارہا ہے؟ جواب صاف ہے کہ ان کا قصور قرآن میں جگہ جگہ یہ بتایا گیا ہے کہ انہوں نے سرکشی کی، یعنی اللہ اور اس کے نبیوں پر ایمان نہیں لائے۔ ان کی اطاعت و پیروی نہیں کی۔ شرک و بت پرستی اور نافرمانی وتکبر کی راہ پر چلتے رہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان برائیوں اور ان جرائم کی وجہ سے جب فرعون اور اس کی قوم کو عالم برزخ میں عذاب ہو رہا ہے تو جو لوگ اور جو قومیں یہی قصور کرکے دنیا سے جائیں گی، انہیں عالم برزخ میں عذاب کیوں نہیں ہوگا؟ کیا اللہ بے انصاف ہے کہ قومِ فرعون نے ایک جرم کیا تو انہیں عذاب دے رہا ہے لیکن وہی جرم دوسری قومیں کریں گی تو انہیں عذاب نہیں دے گا؟

تیسری دلیل

عام کفار کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوْتَرَىٰ اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوْا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَالْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ (الانعام:۹۳)

''اور اگر آپ دیکھ لیں جبکہ ظالمین موت کی سختیوں میں ہوں اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھائے ہوئے ہوں کہ تم اپنے نفسوں کو نکالو۔ آج تمہیں اس سبب سے ذلت کا عذاب دیا جائے گا کہ تم اللہ پر ناحق بولتے تھے اور اس کی آیتوں سے استکبار کرتے تھے''

دیکھئے! کتنی صراحت اور صفائی کے ساتھ کہا گیا ہے کہ کفار کو ان کی عین وفات کے وقت یہ خبر سنائی جاتی ہے کہ آج تمہیں عذاب دیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ عذاب قیامت کے دن کا عذاب نہیں ہے، کیونکہ جس دن کسی کافر کی موت واقع ہو رہی ہے وہ قیامت کا دن نہیں۔ درآنحالے کہ عذاب اسی دن آپڑنے کی خبر دی جارہی ہے اور یہ عذاب دنیا کا عذاب بھی نہیں ہے۔ کیونکہ جس وقت ان کی روح کھینچی جارہی ہے عین اس وقت انہیں یہ بتایا جارہا ہے کہ آج تمہیں عذاب دیا جائے گا یعنی جس عذاب کے دیئے جانے کی خبر دی جارہی ہے، ابھی وہ شروع نہیں ہوا ہے درآنحالے کہ روح نکالی جارہی ہے۔ پس یہ عذاب مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے کا عذاب ہوا۔ لہٰذا قطعاً عذابِ برزخ ہوا۔

چوتھی دلیل

سورۂ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف اہل مکہ کی چہ میگوئیوں اور نکتہ چینیوں کا جواب دینے کے بعد فرمایا ہے:

﴿فَذَرۡهُمۡ حَتّٰى يُلٰقُوۡا يَوۡمَهُمُ الَّذِىۡ فِيۡهِ يُصۡعَقُوۡنَ يَوۡمَ لَا يُغۡنِىۡ عَنۡهُمۡ كَيۡدُهُمۡ شَيۡـًٔا وَّلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ، وَاِنَّ لِلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا عَذَابًا دُوۡنَ ذٰلِكَ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ﴾

''انہیں چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے دوچار ہوں جس میں وہ بے ہوش کردیئے جائیں گے۔ جس دن انکا داؤ کچھ کام نہ دے سکے گا اور نہ انکی مدد کی جائے گی اور یقیناً ظالموں کیلئے اسکے علاوہ بھی عذاب ہے اور لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے'' (الطور: ۴۵ تا ۴۷)

غور فرمایئے کہ ظالمین مکہ کے لئے قیامت کے دن کے علاوہ جو عذاب ہے، اس سے کون سا عذاب مراد ہوسکتا ہے۔ جبکہ تاریخی شہادتوں سے یہ بات معلوم ہے کہ ان میں سے بہت سے اَفراد اس دنیا سے عذاب پائے بغیر ہی گزر گئے تھے۔ لہٰذا اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں کہ اسے عذابِ برزخ تسلیم کیا جائے۔

پانچویں دلیل

تقریباً اسی سے ملتی بات سورۂ توبہ میں منافقوں کے متعلق کہی گئی ہے، ارشاد ہے:

﴿سَنُعَذِّبُهُمۡ مَّرَّتَيۡنِ ثُمَّ يُرَدُّوۡنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيۡمٍ﴾ (التوبہ:۱۰۱)

''ہم انہیں عنقریب دومرتبہ عذاب دیں گے، پھر انہیں زبردست عذاب کی طرف پلٹایا جائے گا''

زبردست عذاب سے مراد حتمی طور پر قیامت کے بعد کا عذاب ہے۔ اب اس سے پہلے دومرتبہ کا عذاب تو اس میں سے ایک تو اس دنیائے فانی کی ذلت و رسوائی ہے جس سے منافقین کو دوچار ہونا پڑا اور دوسرے مرنے کے بعد کا عذابِ قبر ہے۔ کیونکہ بہت سے منافقین کو اس دنیا میں انہیں ایک ہی عذاب دیا گیا دونہیں۔ اس کے برعکس بعض بعض منافقین کو بار بار ذلت و رسوائی سے دوچار ہونا پڑا۔ اب اگر ہر مرتبہ کی ذلت کو ایک بار کا عذاب کہیں تو انہیں دنیا میں دومرتبہ کے بجائے کئی مرتبہ عذاب ہوگیا۔ اس لئے ان کے حق میں دومرتبہ عذاب دینے کی بات بے معنی ہوجاتی ہے۔ البتہ دنیا کی ساری رسوائیوں کو ایک عذاب اور قبر کی سختیوں اور گرفتوں کی دوسرا عذاب قرار دیں تو یہ عین تاریخی شہادت اور واقعات کے مطابق ہے۔

قرآنِ مجید کی ان آیات اور بیانات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس حقیقت اور عقیدے کے ثبوت میں کوئی کسر نہیں رہ جاتی کہ اللہ اپنے نیکوکار اور صالح بندوں کو موت کے بعد اور قیامت سے پہلے یعنی عالم برزخ اور قبر میں اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے اور بدعمل اور گمراہ لوگوں کو عالم برزخ اور قبر میں سزا اور عذاب دیتا ہے۔ یعنی عذابِ قبر اور ثوابِ قبر کا عقیدہ بالکل صحیح اور برحق ہے اور اس کا انکار صاف طور پر قرآن کا انکار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور سارے مسلمانوں کو حق قبول کرنے کی توفیق دے۔ اور اپنے عذاب اور گرفت سے محفوظ رکھ کر اپنی نعمتوں سے نوازے۔

اللهم أرنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وأرنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه